1460

انعامی مقابلہ

دوسری کہانی

از

محمد حسین حسان (ندوی)

مکتبہ جامعہ
دہلی۔ نئی دہلی۔ لاہور۔ لکھنؤ۔ بمبئی

بار سوم ۳ ہزار　　　　قیمت عہ

سنہ ۴۵ء

دیال پریس، دہلی

انعامی مقابلہ

کیوں صاحب! اُلو کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے

آپ تو اُس بے چارے کو بہت ہی بے وقوف، ناکارہ اور منحوس سمجھتے ہوں گے، اور اگر آپ کے ابّا جان، یا بھائی صاحب کسی قصور پر آپ کو اُلّو کہہ دیں تو آپ کچھ کہہ تو نہ سکیں گے لیکن بُرا آپ کو بہت لگے گا اور کیا عجب ہے

کہ غصّے سے آپ کی آنکھیں اور بھنویں بھی اوپر کو چڑھ جائیں
گویا آپ اس خطاب کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔
معلوم نہیں اُلو کے بارے میں ہم اور آپ سب
کیوں ایسے بدگمان ہو گئے ہیں، ورنہ ان کی عقل مندی
اور سوجھ بوجھ تو دور دور مشہور ہے خاص کر پرندے
تو انھیں اپنا بزرگ اور چودھری سمجھتے ہیں، اور ایسی ہی عزت
کرتے ہیں، جیسے ہم آپ اپنے لیڈروں کی۔ کبھی کبھی بلکہ اکثر رات
ہیں ان کے چاروں طرف بہت سی چڑیاں جمع ہو جاتی ہیں۔
اور یہ انھیں اچھی اچھی، عقل مندی اور نیکی کی باتیں بتاتے
ہیں۔ آج ہم آپ کو اُن کا ایک دلچسپ قصہ سُنائیں
ایک دن چودھری صاحب (اُلو) پُرانے پیپل

کے درخت پر بیٹھے تھے، چاروں طرف بہت سی چڑیاں
جمع تھیں۔ مزے مزے کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اتنے میں
چودھری صاحب بولے "بھئی یہ تو تمھیں معلوم ہے کہ
آج کل انسانوں میں مقابلے کا بہت زور شور ہے
دوڑنے کا مقابلہ، کودنے کا مقابلہ، کشتی کا مقابلہ، موٹر
چلانے کا مقابلہ، سائیکل دوڑانے کا مقابلہ، ہوائی جہاز
کا مقابلہ، گھونسے بازی کا مقابلہ، گھوڑا دوڑانے کا مقابلہ
مضمون لکھنے کا مقابلہ، (سنا ہے پیام تعلیم پڑھنے والے
بچے بڑی خوشی سے اس میں شریک ہوتے ہیں) اور
نہ معلوم کس کس چیز کا مقابلہ۔ غرض یوں سمجھو کہ لوگوں پر
مقابلے کا جنون سوار ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے بھی شوق پیدا

ہوتا ہے کہ ہم بھی کیوں نہ کوئی دل چسپ مقابلہ کر ڈالیں
معلوم نہیں تمھاری کیا رائے ہو، مگر میرے ذہن میں
تو ایک مزے دار تجویز آئی ہے۔ یعنی یہ کہ گھونسلا
بنانے کا مقابلہ کیا جائے۔ بس جس کا گھونسلا سب سے
اچھا اور سب سے خوب صورت ہوگا اُسے میں اپنی طرف
سے بہت قیمتی انعام دوں گا۔

یہ سُن کر سب چڑیوں نے اپنی اپنی بولی میں خوشی کے
نعرے لگائے "واہ، واہ، سبحان اللہ کیا اچھی تجویز ہے
چودھری صاحب زندہ باد، چودھری صاحب کی جے"

چودھری صاحب:- اور سُنو بھائی انعام اکتوبر کی دوسری
تاریخ کو دیا جائے گا۔ اس لئے ۳۰ ستمبر تک گھونسلے

تیار ہو جائیں۔ ایک بات اور بتا دوں! انعام کا فیصلہ کرتے وقت ہر اس بات کا خیال رکھا جائے گا جو گھر کے آرام کے لئے ضروری ہے۔

ایک چڑیا: مثلاً؟

چودھری صاحب: مثلاً یہ کہ گھونسلے میں صفائی کیسی ہے، ہوا کا کیا انتظام ہے، گھونسلا کیسے موقع پر بنایا گیا ہے اس کے بنانے میں کیسا مسالا لگایا گیا ہے، نالیاں کیسی بنی ہیں اور ایسی کون سی تدبیر اختیار کی گئی ہے جس سے محنت کم اور کام زیادہ ہو۔

یہ سن کر سب نے مارے خوشی کے پر پھیلائے اور چودھری صاحب کی جے کے نعرے لگاتی پھر پھر اڑ گئیں

تمام چڑیاں بڑے شوق اور دلچسپی سے اپنے
گھونسلے بنا رہی تھیں۔ کچھ ان میں سے سُست اور کاہل
بھی تھیں، اور آج کل، آج کل کر رہی تھیں۔ اسی لئے ان
کے گھونسلے تیار نہیں ہو پائے۔ چودھری صاحب ان
کی رعایت کر سکتے تھے۔ اور مقابلے کی مدت بڑھا سکتے
تھے، مگر اس معاملے میں وہ بہت سخت تھے۔ ان کا خیال
تھا کہ اگر کسی سُست اور کاہل کی رعایت کی جائے تو پھر
وہ ہمیشہ سُست ہی رہتا ہے۔

لیکن اکثر چڑیوں کے گھونسلے ۳۰ ستمبر کی رات تک
تیار ہو چکے تھے۔ ادھر چودھری صاحب بھی پھر پھڑا کر نیچے
اُترے۔ بہت سی چڑیاں جمع تھیں۔ اتنے میں میاں چنڈول

بول اُٹھے چودھری صاحب شروع مجھ سے کیجئے کیوں کہ
میں چھٹپٹے سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔

چودھری صاحب: نہیں میاں اس طرح تو ہر ایک
یہی کہنے لگے گا اور تمھاری طرح کوئی نہ کوئی وجہ بھی بتا دے گا
اگر اس میں نااتفاقی کا ڈر ہے اس لئے کوئی مجھ سے کچھ نہ کہے
میں اپنے خیال میں جو مناسب سمجھوں گا وہی کروں گا اس پہ
سب چُپ ہو گئے۔ چودھری صاحب بولے، بی کلچڑی
پہلے تم اپنا گھونسلا دکھاؤ۔ بی کلچڑی کا گھونسلا ایک ٹھنٹ
پہ بنا ہوا تھا سامنے خوب صورت باغ تھا چودھری
صاحب نے فرمایا بھائی جگہ تو خوب ہے، یہاں سے
گلاب کی کیاریاں اور سرو کے درخت بہت خوب صورت

معلوم ہوتے ہیں۔ مگر بی کلچڑی تمھارے گھونسلے میں ایک



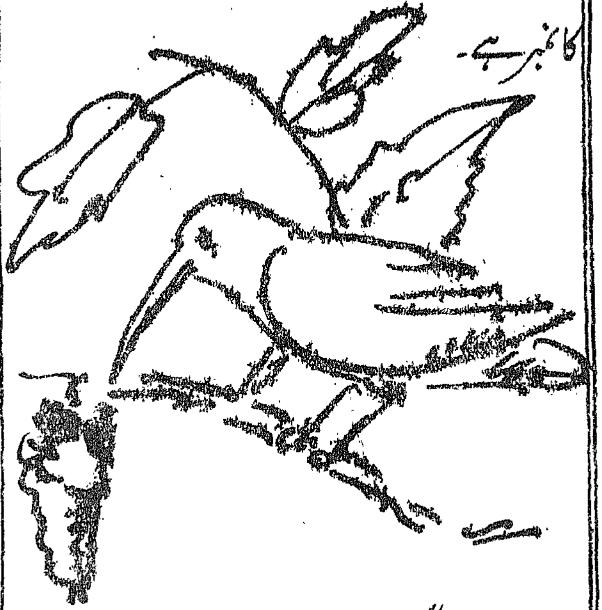
بڑی خرابی نظر آتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے محنت سے بچنے
کے لئے تم نے اس سال کا گھونسلا پچھلے سال کے
بچے کھچے گھونسلے پر بنایا ہے۔

کوئل بولی اب اس کے بعد میرا نمبر ہے۔ گرمیاں
لال نے چہک کر لقمہ دیا۔ جی نہیں سرکار میرا نمبر ہے



اور آپ کس منہ سے مقابلے میں شریک ہونے آئے ہیں؟
کبھی اس سے پہلے گھونسلا بنانے کی توفیق ہوئی ہے
چودھری صاحب نے فیصلہ کیا کہ اب شکر خورے

کا نمبر ہے۔



لال کا نمبر گوریا سے پہلے آئے گا۔

میاں شکرخورے کا گھونسلا بیّے کے گھونسلے کی طرح درخت کی شاخ سے لٹکا ہوا تھا۔ زمین سے کوئی گز ڈیڑھ گز اونچا ہوگا، مگر درخت جھیل کے کنارے تھا۔ اور یہ



گھونسلا گویا پانی پر تھا۔ چودھری صاحب نے اسے
دیکھ کر بہت ہی پسند کیا، کہنے لگے، یہ تو عجیب و غریب
چیز ہے۔ تم نے لکڑی کے جالے گھاس اور کاغذ وغیرہ سے
ایک محل کھڑا کر دیا ہے، مگر بھائی یہ ہے بہت خطرناک
موقع پر، تیز ہوائیں تمہارے بچے جھیل میں گر جائیں گے

اس کے بعد بی شاما آگے بڑھیں۔ انھوں نے اپنا گھونسلا مئی، جون ہی میں بنا لیا تھا، گھونسلا کیا تھا ایک درخت کے سوراخ میں گھاس پھوس اکٹھا کر کے رہنے کی جگہ بنالی تھی۔ چودھری صاحب بولے۔ بھائی اس سے تو فقیروں کا جھونپڑا اچھا اور صاف ستھرا ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئے۔

اب رام چڑیا[1] کی باری آئی، چودھری صاحب نے فرمایا۔ مچھلی کی ہڈیوں کا گھونسلا انوکھی چیز تو ضرور ہے مگر اس میں سے بساند (بدبو) آتی ہے۔

---

[1] اسے کلنکا یا نورا چھرالا بھی کہتے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کا شکار کرتا ہے۔

میاں چنڈول گا گا کر کہنے لگے، ذرا ادھر بھی تکلیف فرمائیے، دیکھئے کیا اچھا گھونسلا بنایا ہے۔ یہ گھاس کے اس حصّے کے پیچھے ہے، میں نے اُسے بجری پر بنایا ہے



ارے یہ کیا!! غضب ہوگیا!!! کسی کمبخت گائے نے اپنے کھروں سے دبا کر اسے پچکا دیا ہے، ہائے بے چارا چنڈول!

ساری محنت اکارت گئی سب چڑیاں ایک آواز سے کہنے
لگیں، پھر بلبل نے اپنا گھونسلا دکھایا۔ ایک درخت کی شاخ
پر تھا، زمین سے کوئی گز بھر اونچا، چودھری صاحب دیکھتے
ہی پھڑک گئے، واہ وا، سبحان اللہ، یہ گھونسلا تو ہر طرح



سے مکمل ہے اور یہ سفید استر تو بہت ہی خوب صورت ہے

مگر بھئی یہ انگریزی روئی تمہیں کہاں سے ملی۔ یہ تو شفاخانوں
میں کام آتی ہے۔ کیا کسی ڈاکٹر کے یہاں سے اڑا لی۔
بلبل :۔ جی ہاں یہ انگریزی روئی ہے۔ میں نے بڑی
ترکیبوں سے حاصل کی ہے۔

اس تعریف سے میاں لال چند بلبل سے گئے چودھری
صاحب سے کہا حضرت اب آگے بڑھئے اور ذرا میرا
گھونسلا بھی دیکھئے۔ وہ چودھری صاحب کو ایک دیوار
کی طرف لے گئے جو بیل سے ڈھکی ہوئی تھی، کہنے لگے دیکھئے
میرا گھونسلا خوب ڈھکا ہوا ہے۔ اور آس پاس کی چیزوں
سے اس کا ایسا میل ملا ہے کہ واہ واہ انھیں اپنے گھونسلے
پر بہت ناز تھا مارے شیخی کے دیوار کی بیل پر پھدکتے تھے

چودھری صاحب :- مگر یہ تو بتائیے وہ ہے کدھر بھلا میں جب تک دیکھ نہ لوں اس کے بارے میں کیسے فیصلہ کر سکتا ہوں ؟

میاں لال ذرا پریشان ہوئے۔ اصل یہ ہے کہ اس وقت خود انھیں بھی اپنا گھونسلا نظر نہیں آ رہا تھا۔ بات بنا کر کہنے لگے۔ چودھری صاحب بس نہیں ہے، بات یہ ہے کہ وہ ایسی اچھی طرح ڈھکا ہوا ہے کہ اس وقت میرے لئے بھی اس کا پتہ لگانا مشکل ہو گیا ہے "

چودھری صاحب نے ذرا ناراض ہو کر کہا "بھئی ہمارے پاس وقت اتنا فالتو نہیں ہے۔ بی گوریا تم اپنا گھونسلا دکھاؤ

بی گوریا کا گھونسلا اناج کی پرانی بخاری میں تھا۔ اور

گھاس، اخبار کے پرزوں۔ دیا سلائیوں اور بہت سے
پروں وغیرہ سے بنایا گیا تھا، اور بھی اِدھر اُدھر کی بے کار



چیزیں جمع تھیں۔

چودھری صاحب :۔ (ذرا جھلا کر) بہت بھدے
طریقے سے تمام چیزیں جمع کر دی گئی ہیں۔ ارے اس میں تو

آگ بھی بڑی آسانی سے لگ سکتی ہے، ایسی میں بعض

دیا سلائیاں تو بے جلی ہیں۔

بی گوریا کو اور کوئی بات تو سوجھی نہیں، کہنے لگیں۔

"اخبار تو اس لئے اکٹھے کئے ہیں کہ انڈے سیتے وقت بیکار

کیوں بیٹھوں، اخبار ہی پڑھتی رہوں"

چودھری صاحب :- بہت خوب آپ کو اپنی بیکاری

کا بہت خیال ہے" اب بی بھدکی کی باری تھی انھوں نے

اپنا گھونسلا گھاس کے ایک بڑے ڈھیر کے پاس بنایا

تھا، مگر جب چودھری صاحب نے اُسے جھانک کر دیکھا تو

اس میں سے ایک چوہے نے سر نکالا۔ چودھری صاحب نے

کہا: "بی بھدکی کہیں تم بھول تو نہیں گئیں۔ کیا سچ مچ یہ تمھارا

ہی گھونسلا ہے۔ بے چاری چڑیا رونے پیٹنے لگی۔ ہائے غضب ہوگیا۔ اس نامراد چوہے نے میرے انڈے کھائے ہوں گے اور میرا گھونسلا خراب کر دیا ہوگا۔"

اب چودھری صاحب نے سارے گھونسلے دیکھ ڈالے تھے اور انعام دینے کا وقت تھا۔ کسی چڑیا کو معلوم نہیں تھا کہ چودھری صاحب نے کس کے گھونسلے کو پسند کیا ہے۔ اس لئے سب چڑیاں ان کے منہ اور گول گول دیدوں کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ اور جب انھوں نے سب کو بلایا۔ تو سب کی سب ان کے چاروں طرف جمع ہوگئیں۔ چودھری صاحب نے کہا، تمھارے گھونسلوں کو دیکھ کر مجھے بڑی

ہی خوشی ہوئی۔ ہر ایک گھونسلے میں کوئی نہ کوئی خاص بات ضرور تھی لیکن میرے خیال میں تم سب سے اچھا گھونسلا بی بُلبُل کا تھا، اس لئے انعام بھی ان ہی بیوی کو ملے گا۔"

سب چڑیوں نے پھر پھڑائے اور خوب شور مچایا جب شور کچھ کم ہوا تو چودھری صاحب نے کہا "کیا اچھا ہو اگر بی بلبل یہ بتا دیں کہ انھوں نے روئی کہاں سے حاصل کی، جس سے ان کا گھونسلا اتنا خوب صورت بن گیا۔"

بلبل: "ہاں کیوں نہیں۔ بڑی خوشی سے۔ آپ اس بنگلے کو تو اچھی طرح جانتے ہیں جو باغ کے کنارے پر ہے اس میں ڈاکٹر ممتاز صاحب رہتے ہیں ایک دن شام کو یہ باغ میں درخت کے نیچے کرسی پر لیٹے ہوئے تھے۔ شاید



سو رہے تھے۔ میں نے یہ سوچ کر کہ اس وقت یہ میرے گیت
کو سُن کر بہت خوش ہوں گے۔ گانا شروع کیا۔ لیکن جب یہ ذرا
بھی نہ ہلے تو میں ان کے کندھے پر جا بیٹھی۔

لال: ارے بہن تم تو بڑی دلیر ہو۔

بُلبُل: لیکن جو کچھ میں نے دیکھا اُسے سُن کر آپ کو بڑا تعجب

ہوگا۔ اُنھوں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس رکھی تھی مجھے

بڑا بُرا معلوم ہوا ساری عمر میں اس سے زیادہ میری توہین

کبھی نہیں ہوئی تھی۔

گوریا:۔ (بے تابی سے) پھر کیا ہوا؟

بلبل:۔ ہوا یہ کہ میں نے بہت ہی آہستہ سے ان کے

کانوں سے روئی نکال لی۔ اور وہ یوں ہی بے خبر پڑے

سوتے رہے یہ روئی میں اپنے گھونسلے میں لے آئی۔

چودھری صاحب:۔ (ہنس کر) بہت خوب بہت

خوب۔ پھر کیا ہوا۔

بلبل:۔ اس کے بعد تین دن تک میں نے گا کر انھیں جگانے

کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ چپکے سے کانوں میں سے روئی

نکال کر گھر لے آتی۔

چودھری صاحب:۔ پھر کیا ہوا۔

بلبل:۔ تو پھر انھوں نے اون کے بالوں کا کنٹوپ پہننا شروع کر دیا۔

چودھری صاحب:۔ پھر تم نے کیا کیا۔

بلبل:۔ (ہنس کر) پھر میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ مجھے جتنی روئی کی ضرورت تھی مل چکی تھی۔

اس رات جب چودھری صاحب پرپھڑپھڑاتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کے بنگلے کا چکر لگا رہے تھے تو انھوں نے یہ بات چیت سنی۔

ڈاکٹر صاحب اپنے دوستوں سے کہہ رہے تھے



کہ تین چار دن سے میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آرہا ہے
میری عادت ہے کہ جب میں باغ میں سونے جاتا ہوں تو اپنے
کانوں میں روئی رکھ لیتا ہوں تاکہ چڑیاں مجھے اپنے شور سے
نہ جگا سکیں لیکن تین چار روز سے جب سو کر اٹھتا ہوں تو روئی
غائب ہوتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا یہ کیا بھید ہے۔ کچھ آپ
ہی سوچ کر بتائیے۔

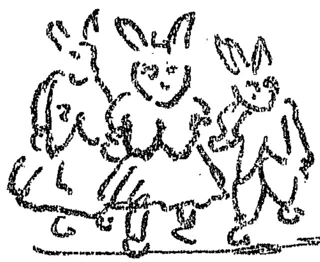
مگر ڈاکٹر کے صاحب دوست ایک دوسرے
کی طرف دیکھنے اور ڈاکٹر صاحب کی آنکھ بچا کر آنکھ مارنے
لگے۔ انھیں خوب معلوم تھا کہ ڈاکٹر صاحب گپ اڑانے میں
کیسے تیز ہیں۔

مگر چودھری صاحب یہ باتیں سن کر خوب ہنسے۔

شرارت

بچپن میں شرارت تو سبھی کرتے ہیں، اور کچھ انسانوں ہی کے بچوں پر موقوف نہیں، جانوروں کے بچے بھی بڑے چلبلے ہوتے ہیں۔ اور یہ کوئی بری بات بھی نہیں۔ مگر شرارت ایسی نہ ہونی چاہیے جس سے ماں باپ یا اپنے بڑوں کو تکلیف پہنچے، اور ہر ایک اسے ناپسند کرے۔ ہمیں یقین ہے کہ تم بھی ایسی شرارتوں یا بدتمیزیوں سے دور رہتے ہو گے۔ ہاں تو ہم نے کہا تھا کہ جانوروں کے بچے بھی بڑے شریر ہوتے ہیں۔ اور یہ کوئی غلط بات نہیں ہے

دیکھو بی خرگوشی کے تینوں بچے رنگل، منگل، اڑنگل بڑے ہی شریر تھے۔ بس ان کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ دن رات کھیل کود، مار پیٹ، لڑائی بھڑائی میں گذارتے۔ رات میں بھی اودھم مچاتے رہتے، کبھی وقت پر نہ سوتے، مدرسے جانے کی تو قسم کھا رکھی تھی۔ بدتمیز اور گندے اتنے کہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ تک نہ دھوتے۔ ماں بےچاری چیختی چلاتی رہتی، مگر یہ



اس کان سنتے اُس کان اُڑا دیتے۔ ماں کا کہا مانتے نہ باپ کی مرضی پر چلتے۔

ایک دن بی خرگوشی کے یہاں چوہیا خانم، میاں خرگوش

خاں اور بہت سے مہمان جمع تھے۔ باتوں باتوں میں بی خرگوشی اپنا دکھڑا لے بیٹھیں۔ اور کہنے لگیں "اے ہے بہن ان بچوں نے تو مجھے عاجز کر رکھا ہے، ناک کی پھنگی میں دم آگیا ہے، میری تو عقل حیران ہے، سمجھ میں نہیں آتا یہ کیسے ٹھیک ہوں گے"

خرگوش خاں:- میرے قبضے میں ہوں تو ایسا ڈراؤں کہ ہوش ٹھکانے آجائیں۔



بی خرگوشی:- میں نے یہ بھی کر دیکھا ہے

چوہیا خانم:- اے ہے نوج کسی کے ایسے بچے

ہوں ہوی ہیں تو انھیں بھوکا ہی سُلاؤں۔



بی خرگوشنی۔
مگر بہن وہ تو وقت
پر سوتے بھی نہیں۔
یہ سُن کر سب چُپ
ہو گئے کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کیا جائے۔ آخر سب
مہمان ایک ایک کر کے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

سوچتے سوچتے ایک ترکیب بی خرگوشنی کی سمجھ میں آخر
آ ہی گئی۔ انھوں نے اپنے جی میں کہا، آج ذرا میں کہیں چھُپ
رہوں۔ گویا کہیں اِدھر اُدھر کھو گئی ہوں۔ پھر دیکھوں یہ کیا
کرتے ہیں۔

شام کے وقت رنگل، منگل اور ڈنگل گھر میں آئے تو الا
کے پاس کیچڑ سے کھیل رہے تھے، اس لئے ہاتھ خوب
سنے ہوئے تھے۔ سب
سے پہلے تو انھوں نے
اپنی ماں کو تلاش کیا
اور جب اطمینان



ہو گیا کہ وہ گھر میں نہیں، تو بڑے خوش ہوئے۔ منگل بولا
"آہا اب تو مزا آگیا، اب ہاتھ دھونے کی بھی ضرورت نہیں"۔
رنگل اور ڈنگل بھی اچھل اچھل کر کہنے لگے "اور آج تو سوئیں گے
بھی نہیں۔ خوب سیر تماشے کریں گے" رنگل بولا اچھا آؤ۔۔۔
"پہلے کچھ پیٹ میں تو ڈال لیں" یہ سن کر سب کے سب

دوڑتے ہوئے باورچی خانے میں گئے، اور نعمت خانہ کھولا

"بھئی واہ یہ تو بڑی مزے دار چیزیں ہیں، معلوم ہوتا ہے،

اماں نے کسی کی دعوت کی تھی" پہلے انھوں نے ڈبل روٹی

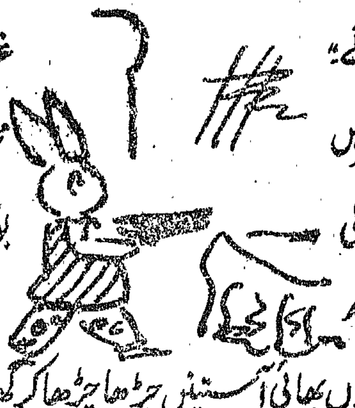


اٹھائی۔ ٹیگل نے کہا یہ پہلے کھائیں گے اور اسے میز پر رکھ دیا۔ پھر میٹھے ٹکڑوں کی پلیٹ اٹھائی۔ ٹیگل نے

۱ ڈبل روٹی کے ٹکڑے کاٹ کر انھیں گھی میں تلتے ہیں۔ پھر دودھ میں ہلکی آنچ میں پکاتے ہیں۔ یہی میٹھے یا شاہی ٹکڑے کہلاتے ہیں، بڑے مزے کے ہوتے ہیں



کہا "یہ بعد میں کھائیں گے"
اسے بھی میز پر رکھ دیا گیا۔
پھر لکڑونڈے کے اچار کی
بھری ہوئی پلیٹ نکالی گئی بیگل نے کہا "اسے بھی بعد میں



کھائیں گے" غرض کھانے
کی تمام چیزیں مختلف میوے
سوڈے کی بوتلیں وغیرہ
میز پر رکھ دی گئیں۔
اور پھر تینوں بھائی آستینیں چڑھا چڑھا کر کھانے پر
پل پڑے "اہا کیا مزے دار دعوت ہے" تینوں نے
مل کر خوب کھایا، ساری پلیٹیں صاف کر دیں، ایک نوالا



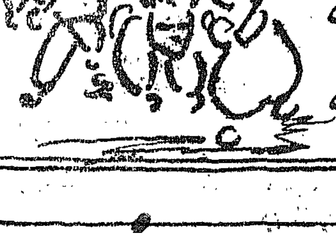
باقی نہ بچا۔ کھا پی کر
چست ہو گئے تو
پھر سے سپاٹے کی
سوجھی۔ ہاتھ دھونے اور
منہ صاف کرنے کا تو
خیال ہی کیوں آنے لگا تھا۔

مِگل نے کہا "اب کیا کیا جائے؟" ٹگل بولا "واہ بھئی ابھی تو بہت کچھ کرنا ہے۔ چلو اماں کے خوب صورت کپڑے پہنیں۔" تینوں کے تینوں سیڑھیوں پر چڑھ گئے اور بی خرگوشنی کا بکس کھول، ان ہی سنے ہوئے ہاتھوں سے، اپنی ماں کے اچھے اچھے کپڑے نکالنے لگے، اور جسے جو ملا وہ پہن لیا

منگل نے ایک لمبا سا کالا



پاجاما اور سفید کرتا پہنا
اور ایک دھاری دار
ٹوپی سر پر رکھی۔ رنگل نے ایک دھاری دار پاجاما اور
خوب صورت سا کرتا پہنا، اور ایک لمبی کالی ٹوپی سر پر
اوڑھی۔ رنگل نے ایک لمبا سا لبادہ اوڑھا، اور ایک
نہایت خوب صورت ٹوپی۔ جب کپڑے پہن کر لیس ہو گئے
تو مٹکتے ہوئے پنجوں کے بل سیڑھیوں سے نیچے اترے اور گھر سے
باہر نکل آئے، ابھی تھوڑی



دور گئے ہوں گے کہ
سامنے سے بی لومڑی

اسی طرف آتی نظر پڑیں وہ بھی کھا کر ٹہلنے نکلی تھیں۔ تم جانو
آزادی کا زمانہ ہے اپنے میاں کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے
بڑے اطمینان سے گھوم رہی تھیں۔



بی خرگوشنی اپنے بچوں
سے ہمیشہ کہتی رہتی تھیں کہ
اگر کہیں لومڑی کے ہاتھ آ گئے
تو وہ انھیں فوراً نوالا
بنا لے گی۔ اس لئے ان
کی نظر لومڑی پر پڑی تو بس ہوش ہی تو اڑ گئے، اور لگے
چیں چیں کرنے اور اِدھر اُدھر بھاگنے کی کوشش کرنے
مگر ایک تو گھبرا بہت گئے تھے۔ دوسرے اپنی ماں کے

بھاری بھاری کپڑے پہنے تھے تیسرے بی لومڑی کی ہیبت ا
بے چاروں کے پیر بوجھل ہو گئے تھے۔ انھوں نے کچھ ہاتھ
پیر ہلانے کی کوشش کی۔ مگر بگل تو پاجامے میں اُلجھ کر گر گیا
بگل کی ٹوپی دور جا گری، وہ بھی گر گیا۔ یہی حشر ٹگل کا ہوا
بی لومڑی کو جو بے سان
گمان ایسا اچھا شکار نظر آیا
تو بہت خوش ہوئیں، اپنے



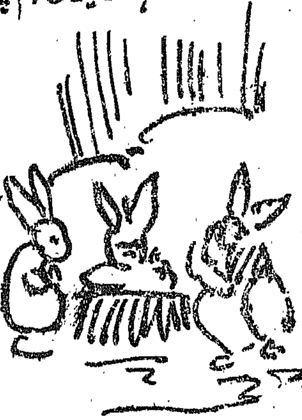
میاں کے ساتھ دوڑ کر آئیں اور ان تینوں کو پکڑ لیا۔ گھر پہنچ کر
بی لومڑی نے حفاظت سے نعمت خانے میں بند
کر دیا۔ بی خرگوشنی کے بہترین کپڑے توشہ خانے میں
رکھ دیئے گئے۔

اس وقت بچوں کی
بُری حالت تھی بے چاروں کو
موت سامنے نظر آ رہی
تھی۔



منگل نے رو کر کہا " کیوں بھیا رنگل اگر ہم ہاتھ دھو لیا
کرتے اور پاک صاف رہتے تو کیوں ہم پر مصیبت آتی "

رنگل:- " اور بھائی
اگر وقت پہ اماں کے حکم
پر سوچا یا کرتے تو کیوں
اس مصیبت میں پھنستے "



ٹنگل:- " اور اگر اسکول

پہلے جایا کرتے تو کیوں ہم پر یہ مصیبت آتی۔"

بی خرگوشنی اب تک چھپی ہوئی تھیں۔ انھیں جو خبر ہوئی
کہ لومڑی نے ان کے بچوں کو پکڑ لیا ہے، تو پریشان تو ضرور
ہوئیں، مگر تھیں سمجھدار۔ اپنے جی میں کہنے لگیں۔ ہوش و حواس
کھونے سے کیا فائدہ
خاموشی سے بچوں کو لومڑی
کے پنجے سے چھڑانے کی
کوئی تدبیر کیوں نہ کی



جائے۔ پہلے میں بی بطخ کے پاس جاؤں شاید وہ میری کچھ مدد
کریں۔ وہ دوڑی دوڑی بی بطخ کے پاس گئیں۔ انھوں
نے جو یہ خبر سنی تو پوری چونچ کھلی کی کھلی رہ گئی۔ منہ سے

بے اختیار قیں سے نکلا اور بے ہوش ہو گئیں۔

بی خرگوشنی نے انھیں تو یوں ہی بے ہوشی کی حالت
میں چھوڑا۔ اور دوڑی دوڑی بی مرغی خانم کے پاس گئیں
انھوں نے جو یہ قصہ سنا
تو بس پر پھڑپھڑانے
لگیں اور بڑی ڈراؤنی آواز



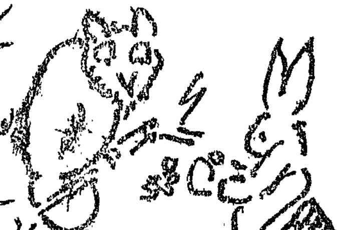
میں "ہا دیو، ہا دیو" کرتی ہوئی زور سے بھاگیں۔ بی خرگوشنی
نے کہا، ان سے بھی کام
نہ چلے گا۔ وہ انھیں اسی
طرح بدحواس چھوڑ کر بھاگتی



ہوئی، میاں الو کے پاس گئیں کیونکہ یہ اپنی عقل مندی اور

سوجھ بوجھ میں دور دور تک مشہور تھے۔ یہ اس وقت آنکھیں بند کئے، اللہ کی یاد میں مشغول تھے۔ بی خرگوشنی نے کہا۔ "شیخ صاحب لومڑی نے میرے تمام بچوں کو پکڑ کر نعمت خانے میں بند کر دیا ہے، اب مجھے بتاؤ میں کس طرح انھیں اس کے پنجے سے چھڑاؤں؟"

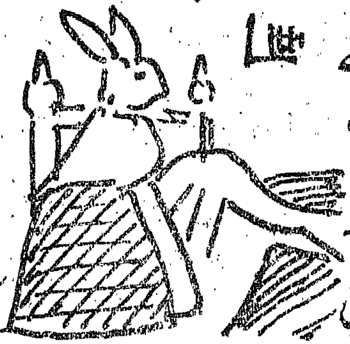
شیخ جی ذرا سنبھل کر بیٹھ گئے اور بڑی دیر تک سوچتے رہے



آخر ایک ذرا کے ذرا آنکھیں جھپکائیں اور بولے "تم اسے ڈرادو۔" بے چاری خرگوشنی نے پوچھا "بھلا میں اسے کیسے ڈراؤں؟" یہ سن کر انھوں نے پھر آنکھیں جھپکائیں اور کہنے لگے ذرا اندھیرا

ہو جانے دو پھر تمھاری سمجھ میں خود آجائے گا۔" اُنھوں نے
بس اتنا کہا اور چُپ ہو گئے۔ اب بھلا تم ہی بتاؤ بے چاری
خرگوشنی اس سے کیا مطلب سمجھ سکتی تھی، آخر یہاں سے
بھی نا اُمید ہو کر وہ آگے کو ہولی۔ اس وقت وہ بہت
جلدی میں تھی۔ اور سمجھ رہی تھی کہ اگر ذرا بھی دیر ہو گئی تو یہ
چڑیل لومڑی میرے بچوں کو ختم ہی کر دے گی۔ اس لئے
وہ بہت تیز تیز قدم اٹھا رہی تھی اور سوچتی بھی جاتی تھی کہ کیا
کرنا چاہئے آخر چلتے چلتے وہ ایکا ایکی اچھل پڑی اور بڑی
زور سے چلائی "سمجھ میں آگیا" یہ کہہ کر اس نے ایک فراٹا
بھرا اور ہوا سے باتیں کرتی ہوئی گھر پہنچی۔ گھر پہنچ کر انتظار
کرنے لگی کہ ذرا اندھیرا ہو جائے۔ جب کچھ اندھیرا ہو گیا تو

اپنے بچھونے کی بڑی سی چادر لی اور جنگل میں جا، لومڑی کے گھر کے پاس ایک گھنے درخت کے پیچھے چھپ گئی۔ تھوڑی دیر میں بی لومڑی کنوئیں سے



پانی بھرنے نکلیں اور دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔ بی خرگوشنی نے یہ موقع غنیمت جانا جلدی سے گھر میں گئیں اور ایک الماری میں گھس کر بیٹھ رہیں۔ چادر اپنے سر پر ڈال لی۔ اور جوں ہی

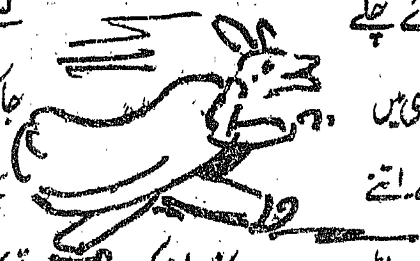


بی لومڑی پانی کا ڈول بھر کر گھر میں آئیں، بی خرگوشنی جھپاکے
سے الماری میں سے کود، لومڑی کے سامنے آگئیں ایکایکی
ایسی ڈراونی چیز دیکھ کر بی لومڑی پر ایسی دہشت سوار
ہوئی کہ پانی کا بھرا بھرایا ڈول ہاتھ سے چھوٹ گیا اور
بڑی زور سے چیختی ہوئی
جنگل کی طرف بھاگیں۔



بی لومڑی کے میاں
اس وقت باورچی خانے میں چلم بھر رہے تھے۔ انھوں نے
جو یہ آواز سنی تو باہر نکل آئے کہ دیکھیں کیا ماجرا ہے۔ ان
کی نظر بھی اس سفید سفید سی چیز پر پڑی اور وہ بھی چیختے
ہوئے جنگل کی طرف بھاگے دونوں بڑی دور تک بھاگتے

ہوئے چلے گئے اور ایک



جھاڑی میں جا کر چھپ

رہے۔ اتنے سہمے ہوئے

تھے کہ جھاڑی میں سے سر نکالنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

ادھر بی خرگوشنی نے بہت نرم آواز سے اپنے بچوں کو پکارا: "رنگل، منگل، ڈنگل۔ اب تو تم شرارت نہیں کرو گے اور اچھے اور نیک بچوں کی طرح رہو گے" یہ کہہ کر، وہ نعمت خانے کے پاس گئیں، تینوں کو باہر نکالا وہ سب کے سب چادر کے اندر آ گئے اور بی خرگوشنی انھیں چادر کی اوٹ میں دبے پاؤں چپکے چپکے گھر لے گئیں۔

اس وقت ان بچوں کی جان کے لالے تو پڑ گئے تھے

اگر نصیحت بھی انھیں ایسی ملی کہ سیدھے ہو گئے اور پھر کبھی
شرارت نہیں کی اسکول بھی برابر جاتے، وقت پر سوتے
اور منھ اور ہاتھ صاف رکھتے۔

بچّوں کی کتابیں

ننھی مرغابی	۵ر	دنیا کے بسنے والے	۱۰ر	سرکار دو عالم	عمر
تانبیل خاں	۸ر	مقناطیس کی کہانی	۸ر	رسول پاک	عمر
چتّو متّو	۸ر	بجلی کی کہانی	۸ر	خلفائے اربعہ	عمر
لال مرغی	۶ر	بجلی اور مقناطیس کے کھیل	۸ر	دس جنتی	۱۰ر
دو کہانی	۸ر	سمندر کا عجائب خانہ	۸ر	نبیوں کے قصّے	۱۰ر
عقاب	۸ر	عقائد اسلام	۶ر	محاسن اسلام	عمر
ایورسٹ کی داستان	۸ر	ارکان اسلام	۶ر	قومی نظمیں	۸ر
تاریخ ہند کی کہانیاں حصّہ اوّل	۸ر	ہمارے نبی	۶ر	بچوں کا کھلونا	۱۲ر
" " حصّہ دوم	۸ر	ہمارے رسول	۱۰ر	محنت (ڈراما)	۶ر
دنیا کے بچے	۱۰ر	سرکار کا دربار	عمر	شریر لڑکا "	۶ر

مکتبہ جامعہ دہلی

۲۴۵ ۸۹۱۴۶۳۳۲

۱۲۹۱

۳۲۳.۳۶

Date	No.	Date	No.